بائیں ہاتھ سے لکھنے کی مشق جاری رکھی ۔ یہاں تک کہ بالآخر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کی جگہ نعم البدل کے طور پر تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ۔ واضح رہے کہ چودھری صاحب کی تمام تر تصنیفات اس المناک حادثہ کے بعد کی تخلیق ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ چودھری صاحب کی جگہ ہمارے جیسا معمولی قوّتِ ارادی کا انسان ہوتا تو وہ ہمیشہ کے لئے مُعاشرہ پر بوجھ بن جاتا ۔ لیکن چودھری صاحب موصوف کی غیر معمولی قوّتِ ارادی نے ایک ناممکن رکاوٹ پر بھی اس پامردی ، حوصلے اور استقلال سے قابو حاصل کیا کہ بعد کی معروف زندگی اپنے پیچھے ایسے اَدبی ، سیاسی اور اخلاقی جواہر پارے چھوڑ گئے جن کی روشنی آنے والی نسلیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مُستفید ہوتی رہیں گی ۔

مرحوم تو کامیابی کے ساتھ اپنا فرض بجا لائے لیکن ہم بدقسمت ابھی تک نشانِ منزل کی طرف رواں ہیں اور عزیزی نصرت قریشی کے اس شعر کا مصداق بن کر رہ گئے ہیں کہ : ؎

کارواں کس کا سہارا ڈھونڈے
کوئی نقشِ کفِ پا بھی تو نہیں

(منقول از روزنامہ " آزاد " لاہور ۲ر فروری ۱۹۵۷ء)

فسانۂ افضل حق رح

لطیف انور گورداسپوری
لاہور

اے ضیائے بزمِ عالم اے چراغِ زندگی
تیری منزل منزلِ تقدیر سے کچھ کم نہ تھی
تیرا سینہ آئینہ سازِ محبّت تھا یہاں
تیری آنکھیں جلوۂ امید سے خالی نہ تھیں
تیری فطرت تیری حسرت تیرا غم تیرا ملال
تیری گردن غیر کے آگے کبھی جھکتی نہ تھی
تیرا ہر اک لفظ تھا شرحِ نکاتِ زندگی

تیرے نقشِ پا میں تھا گویا سراغِ زندگی
تیری خاکِ رہ گذر اکسیر سے کچھ کم نہ تھی
تیری خاموشی میں اندازِ محبت تھا یہاں
کیا کمندیں آسمانوں نے یہاں ڈالی نہ تھیں
شورشِ ہستی میں تھا فکرِ حقیقت کا مآل
نبضِ دشمن کیا تری تحریر سے رکتی نہ تھی!
تیری مرگِ بے محابا تھی ثباتِ زندگی

افضلِ حق ، حق شناسائے زمانہ زندہ باد
اک حقیقت ہے یہاں تیرا فسانہ زندہ باد